ذوقِ تجسّس

مولانا تقی الحیدری صاحب، فیض آباد

اُس کا نام کیلی براؤن تھا وہ امریکہ کا رہنے والا تھا۔ آج ہندوستان آئے ہوئے اسے تقریباً ایک ماہ ہوگیا تھا۔ اس درمیان اس نے ہندوستان کے کافی تاریخی علاقوں کی سیر کرڈالی تھی اسے بچپن ہی سے سیاحت کا شوق تھا اور وہی شوق اسے امریکہ جیسے دور دراز ملک سے ہندوستان لے آیا تھا۔ آجکل اس کا قیام کلکتہ جیسے ہنگامی شہر میں تھا۔ یوں تو اس نے ہندوستان کے ماحول کو خوب دیکھا اور سمجھا تھا لیکن جب سے کلکتہ پہنچا تھا اس نے ایک بات دیکھی تھی۔

اکثر لوگ سڑکوں پر ڈھول تاشے بجاتے انگریزی باجے کا جھنڈ لئے کچھ تلواریں کچھ لاٹھیاں لڑتے شراب کے نشہ میں بدمست اپنے اپنے حلق سے طرح طرح کی آوازیں نکالتے نئے نئے کپڑے پہنے آنکھوں میں سرمہ رچائے پھولوں سے لدے ہوئے ملتے۔ اور کچھ لوگ بڑے بڑے بڑے نشانات پھولوں سے آراستہ تابوت گھوڑا سجائے کاغذ کی بڑی بڑی ایک مینار جیسی چیز لئے ننگے سر ننگے پیر جلتی ہوئی سڑک پر کالے لباس پہنے نظر آئے اکثر و بیشتر کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو بھی بہتے دیکھے۔ ان میں سے بعض لوگ تیز بلیڈ یا چھوریوں سے اپنے سینے اپنا سر یا اپنی پشت زخمی کر لیتے جس کے نتیجہ میں ان کے جسم سے کافی مقدار میں خون نکل جاتا لیکن وہ اس کے باوجود اپنے مقصد میں بڑے سکون و وقار کے ساتھ لگے رہتے۔

کیلی کو یہ منظر جب مسلسل کئی دن نظر آیا تو ایک دن اس نے بنگالی بابو سے نہایت فصیح انگریزی میں پہلے طبقے کے بارے میں دریافت کیا ''یہ کون لوگ ہیں اور کیوں اس طرح اچھلتے کودتے ہیں اور اس قدر خوشی کا اظہار کیوں کررہے ہیں؟ بنگالی بابو کو معلومات کم تھیں اس لئے انھوں نے مختصر سا جواب دیا ''یہ لوگ مسلمان ہیں آج کل ان لوگوں کا تیوہار چل رہا ہے جس کو محرم کہتے ہیں۔'' یہ سن کر کیلی خاموش ہوگیا۔

دوسرے دن کیلی نے دوسرے گروہ کو دیکھا جو پہلے کی طرح اپنے سینے کو پیٹتا ایک لمبی چوڑی سڑک سے گذر رہا تھا، کیلی کا ذوقِ تجسس بیدار ہوا اس نے قریب کھڑے ہوئے ایک چینی سے دریافت کیا ''یہ کون لوگ ہیں اس طرح اپنا حال کیوں بناتے ہیں؟''

چینی:۔ یہ لوگ مسلمان ہیں ان کا تیوہار ہے جس کو محرم کہتے ہیں یہ لوگ ہر سال کچھ دنوں تک یہی کیا کرتے ہیں۔''

کیلی نے جب یہ سنا تو اس کو بڑی حیرت ہوئی کہ ایک طبقہ کل تھا جو دوسرے رنگ میں تھا اور آج یہ دوسرے رنگ میں ہیں پھر بھی اس بنگالی نے انہیں بھی مسلمان بتایا تھا اور یہ ان کو بھی مسلمان کہتا ہے۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ایک ہی مذہب کے لوگ ایک ہی تیوہار میں کبھی یوں اپنے کو سوگوار بنالیں اور کبھی اس طرح خوشی اور مسرت کا اظہار کریں۔ چند لمحوں تک وہ یہی سب سوچا کیا پھر اس نے اس چینی سے کہا۔

کیلی:۔ ''لیکن کل تو یہ بہت خوش تھے ان کے ساتھ بینڈ

باجے اور ڈھول تاشے تھے کل تو یہ اس طرح اپنے جسم کو کاٹ نہیں رہے تھے، کل یہ خوش تھے آج رو رہے ہیں کیا بات ہے۔''

چینی :۔ ''نہیں یہ لوگ وہ نہیں ہے، جنہیں آپ نے کل دیکھا تھا۔''

کیلی :۔ میں نے کل ایک شریف آدمی سے پوچھا تھا وہ ان لوگوں کو بھی مسلمان ہی بتا تا تھا۔

چینی :۔ ہاں وہ لوگ بھی مسلمان ہیں اور یہ لوگ بھی۔

کیلی :۔ ''تو پھر کل ویسے اور آج اس طرح کیوں؟''

چینی :۔ ''مسلمانوں میں دو پارٹی ہے۔ یہ دوسری پارٹی ہے اور وہ دوسری پارٹی تھی۔''

ابھی اتنی گفتگو ہوئی تھی کہ جلوس آگے بڑھ گیا۔ چینی کو بھی کہیں جانا تھا اس نے بھی آگے بڑھ جانا چاہا تو کیلی نے کہا ''آپ نے ایک عجیب بات بتائی ہے کیا آپ اس کو تفصیل سے نہیں بتا سکتے۔''

چینی :۔ ''پوری تفصیل تو میں خود بھی نہیں جانتا ہاں جتنی معلومات ہیں ضرور بتادوں گا۔''

کیلی :۔ ''تو آیئے کسی ہوٹل میں بیٹھ کر باتیں کریں گے۔''

یہ لوگ قریب ہی کے ایک ہوٹل کی طرف بڑھے۔ راستے میں جتنی دیر لگی دونوں میں سے کسی ایک نے بھی کوئی گفتگو نہ کی، شاید اس کی وجہ یہ رہی ہو کہ اس عرصہ میں کیلی کسی سوچ میں پڑ گیا تھا۔ جب یہ دونوں ہوٹل کے ایک کیبن میں بیٹھ لئے تو چینی نے گفتگو کا آغاز کیا۔

چینی :۔ ''اب جب کہ ہم لوگ اتنی دیر سے قریب ہیں ضروری ہے کہ کچھ تعارف ہو جائے۔''

کیلی :۔ مجھے کیلی براؤن کہتے ہیں امریکہ کا رہنے والا ہوں یہاں سیاحت کی غرض سے آیا ہوں۔

چینی :۔ مجھے سی چیانگ کہتے ہیں، ہوں تو چینی لیکن یہاں ایک ہندوستانی کی حیثیت سے رہتا ہوں اور مستقل قیام یہیں ہے۔ اس مختصر سے تعارف کے بعد کیلی براؤن نے مختصر سے ناشتے اور اس کے لوازمات کا آرڈر دیا اور فوراً ہی سی چیانگ سے تفصیل بتانے کو کہا۔

سی چیانگ :۔ ہاں تو میں نے جیسا کہ آپ سے پہلے کہا تھا کہ مسلمانوں میں دو گروہ ہیں اور وہ دونوں ہی مسلمان کہلاتے ہیں لیکن ان میں دونوں کا طرزِ عمل جدا جدا ہے ایک محرم میں اظہار مسرت کرتا ہے ایک غم مناتا ہے۔

کیلی :۔ لیکن اس کی کیا وجہ ہے جبکہ دونوں کا ایک ہی ریفارمر ہے۔ کیا دونوں کا پراسپکٹس یعنی قرآن الگ الگ ہے؟

سی چیانگ :۔ ''نہیں میں نے ایک مسلمان عالم سے پوچھا تھا وہ کہتا تھا'' کہ نہیں ہم لوگوں کا قرآن ایک ہی ہے۔''

کیلی :۔ پھر تو کوئی بات اس اختلافی صورت کی سمجھ میں نہیں آتی۔

سی چیانگ :۔ ''میں بتاتا ہوں! یہ اختلاف آج کا نہیں بلکہ جیسا کہ مجھے معلوم ہے کہ یہ اختلاف حیات محمدؐ ہی سے شروع ہے لیکن اس اختلاف نے اس وقت زور پکڑا جب کہ ان کی وفات ہوگئی اور ایک کمیٹی کے ذریعہ سے کچھ مسلمانوں نے ان کا ایک جانشین چن لیا لیکن تھوڑے سے مسلمانوں نے یہ پسند نہیں کی۔''

کیلی :۔ کیوں؟ ایسا کیوں ہوا؟ جبکہ زیادہ لوگ پسند کر رہے تھے تو انھیں اختلاف کیوں ہوا؟''

سی چیانگ :۔ وہ کہتے تھے کہ پیغمبر اسلامؐ نے خود اپنی زندگی ہی میں علیؑ کو اپنا جانشین بنا دیا تھا۔ جو ان کے داماد بھی اور چچازاد بھائی بھی تھے جنہوں نے عہد رسولؐ کی ساری جنگوں میں نمایاں کام انجام دیا تھا۔

کیلی :۔ ''اچھا! پھر؟''

سی چیانگ :۔ تو بس وہیں سے اسلام کی دو نمایاں شاخیں ہوگئیں۔ ایک نے الکٹڈ (Elected) کو جانشین مانا، دوسرے نے علیؑ کو پھر یہ سلسلہ چلتے چلتے علیؑ سے ان کے چھوٹے بیٹے حسینؑ تک آیا اور ادھر کا سلسلہ یزید تک پہنچا لیکن حسینؑ اور

یزید میں ایک عظیم جنگ ہوگئی۔

کیلی:۔’’کیوں اس جنگ کی وجہ کیا ہوئی؟‘‘

سی چیا نگ:۔’’کہا جاتا ہے اور میری ذاتی تحقیق بھی یہی بتاتی ہے کہ یزید ایک عیاش آدمی تھا اسلام کے وہ اصول جس پر اہل اسلام کو ناز ہے اسے وہ توڑ دینا چاہتا تھا اور چونکہ حسینؑ بانیٔ اسلامؐ کے نواسے تھے جن کے باپ نانا بھائی نے اپنی ساری زندگی فروغِ اسلام کے سلسلہ میں گزار دی تھی اور بہت سی زحمتیں اٹھائی تھیں، اس لئے حسینؑ اسلام کو مٹتے نہ دیکھ سکے۔

کیلی:۔’’یزید اسلامی اصول کیسے توڑ دینا چاہتا تھا؟

سی چیا نگ:۔’’یہی کہ وہ خود شراب پینا جائز سمجھتا تھا مذہب کا وقار اس کے سامنے کچھ نہ تھا رقص وسرود سے اسے دلچسپی تھی اور اسی طرح کی بہت سی باتیں۔‘‘

کیلی:۔تو ایسے آدمی کا ریفارمر ہونا کیا معنی اس کو کس نے محمدؐ کا جانشین بنایا۔

سی چیا نگ:۔’’اس کو اس کے باپ معاویہ نے اپنا نائب مقرر کیا تھا۔ چونکہ یزید کے پہلے بھی وہ خلیفہ تھا۔‘‘

کیلی:۔’’یہ معاویہ کون تھا اور کیسے خلیفہ بنا؟‘‘

سی چیا نگ:۔’’رسولؐ کا تیسرا جانشین جو بنایا گیا تھا وہ بنی امیہ کا ایک کینڈیڈیٹ تھا اس نے ایک علاقہ کا گورنر معاویہ کو مقرر کر دیا جس کا نام شام ہے۔ چوتھا جانشین جب علیؑ کو بنایا گیا تو انھوں نے اس کو پسند نہیں کیا جس کے نتیجے میں دونوں میں لڑائی بھی ہوئی، لیکن کچھ مسلمان علیؑ کو اور کچھ معاویہ کو خلیفۂ رسول مانتے رہے، لیکن دلچسپ بات یہ ہے کہ آج کے مسلمان دونوں کو خلیفۂ رسول مان کر احترام کرتے ہیں۔ لیکن یہ وہی مسلمان ہیں جو محرم میں خوشی مناتے ہیں لیکن غم منانے والے صرف علیؑ کو مانتے ہیں تو جب معاویہ اپنی عمر آخر کو پہونچا تو اس نے اپنے بیٹے یزید کو اپنا خلیفہ مقرر کر دیا۔

کیلی:۔’’اچھا تو وہ تیسرا جانشین کون تھا؟‘‘

سی چیا نگ:۔حضرت عثمان اموی۔

کیلی:۔مگر یہ حضرت عثمان کیسے جانشین ہوئے۔

سی چیا نگ: حضرت عمر نے۔

کیلی:۔’’یعنی؟‘‘

سی چیا نگ:۔ جب دوسرے خلیفہ کا آخری وقت ہوا تو انہوں نے ایک کمیٹی بنائی اور انہیں اختیار دیا کہ ان میں سے کسی ایک کو اپنا ریفارمر منتخب کر لیں ان لوگوں نے انہیں منتخب کر لیا۔

کیلی:۔’’اور دوسرے کو غالباً پہلا نامزد کر گیا ہوگا؟‘‘

سی چیا نگ:۔ہاں ایسا ہی ہوا تھا۔

کیلی:۔’’اچھا تو یہ سلسلہ یوں ہے ادھر سے یزید آیا ادھر سے حسینؑ گئے دونوں میں لڑائی ہوئی پھر کیا ہوا؟‘‘

سی چیا نگ:۔حسینؑ قتل ہو گئے جس کی وجہ سے ایک قوم روتی ہے۔

کیلی:۔اور یزید جیت گیا اس لئے دوسری قوم ہنستی ہے۔

سی چیا نگ:۔’’ہاں بظاہر تو یہی بات سمجھ میں آتی ہے لیکن وہ اس سے انکار کرتے ہیں بلکہ وہ اپنی خوشی کی دوسری وجہیں بتاتے ہیں۔‘‘

کیلی:۔’’وہ کیا؟‘‘

سی چیا نگ:۔’’وہ کہتے ہیں کہ اس دن بہت سے خدا کے بھیجے ہوئے پیغمبروںؑ نے اپنی اپنی مصیبتوں سے نجات پائی ہے مثلاً یہ کہ آدمؑ کی توبہ قبول ہوئی، نوحؑ کی کشتی کوہِ جودی پر آ کر ٹھہری نارِ نمرودی ابراہیمؑ پر گلزار ہوئی وغیرہ وغیرہ۔

کیلی:۔’’یہ لوگ تو بہت پہلے گذر چکے اور حسینؑ بعد میں گذرے ہیں۔‘‘

سی چیا نگ:۔ ہاں وہ لوگ اسلام کے پیغمبرؐ سے بہت پہلے گذرے ہیں۔

کیلی:۔’’تو مسلمان اپنے پیغمبرؐ کے نواسے کے قتل پر نہیں روتا بلکہ دوسرے پیغمبروںؑ کی مصیبتوں کے زائل ہوجانے کی خوشی مناتا ہے۔ بڑی مضحکہ خیز بات ہے۔‘‘

سی چیا نگ:۔’’ہاں ہے تو عجیب بات ۔ اچھا مجھے

اجازت دیجئے اب میں چلوں گا۔''

کیلی:۔''ابھی تو آپ سے بہت کچھ پوچھنا تھا، اچھا کوئی وقت اور دیجئے۔ مجھ کو اس سے بڑی دلچسپی پیدا ہوگئی ہے۔''

سی چیانگ:۔''آپ یہاں کہاں ٹکے ہیں؟''

کیلی:۔''میں گرانڈ ہوٹل کمرہ ۳۶ میں ٹھہرا ہوں۔''

سی چیانگ:۔ اچھا تو کل صبح ۹ بجے میں آپ سے ملوں گا۔

پھر یہ دونوں الوداعی جملوں کے بعد رخصت ہو گئے۔

سوا نو بج چکے تھے لیکن اب تک سی چیانگ نہیں آیا تھا۔ اور کیلی بے چینی سے انتظار کر رہا تھا کہ یکایک اسے وہ آتا نظر پڑا اس نے خوش آمدید کہہ کر استقبال کیا اور فوراً ویٹر کو بلا کر چائے منگائی۔ پھر رسمی گفتگو کے بعد ان میں جو گفتگو ہوئی وہ یوں شروع ہوئی۔

کیلی:۔''ہاں تو کل یہاں تک بات پہونچی تھی کہ وہ دوسرے پیغمبروں کی مشکلوں کے نجات کا دن سمجھتے ہیں۔''

سی چیانگ:۔''ہاں''

کیلی:۔''لیکن اگر وہ ایسا ہی سمجھتے ہیں تو یہ لاٹھی اور تلوار اور لڑنا بھڑنا کیا؟''

سی چیانگ:۔''وہ انہیں باتوں میں حسینؑ کی یادگار بھی شامل کرتے ہیں۔''

کیلی:۔''یہ عجیب طرز ہے یادگار منانے کا۔'' اچھا تو دوسری پارٹی والے جو روتے ہیں وہ یہ تابوت اور گھوڑا وغیرہ لیکر کیوں چلتے ہیں؟''

سی چیانگ:۔''دیکھئے خوب یاد آیا آج ہی کا وہ دن ہے جس روز حسینؑ قتل ہوئے اور آج ایک بہت زبردست جلوس نکلے گا۔ جو رونے دھونے والوں کا ہوگا۔ آیئے اگر موقع ہو تو چلئے وہیں میں ہر ایک چیز کے بارے میں آپ کو ٹھیک ٹھیک بتا دوں گا۔

کیلی:۔۔''ہاں ہاں یہ تو بہت خوشی کی بات ہے، میں رات بھر یہی سب سونچتا رہا ہوں کاش مجھ کو تاریخ پڑھنے کا موقع ملتا کاش میں یہ سب کچھ اچھی طرح جان سکتا۔ مجھے تاریخ سے کبھی کوئی دلچسپی نہیں رہی لیکن یہ سب سننے کے بعد جی چاہتا ہے کہ اس کا گہرا مطالعہ کروں۔''

یہ کہہ کر وہ اٹھا اور ساتھ ہولیا۔ اس وقت تقریباً پونے دس بجے ہوں گے کلکتہ کا وہ عظیم جلوس ایک کشادہ سڑک پر ملا تقریباً ڈیڑھ لاکھ آدمی اپنے دلوں میں طرح طرح کے جذبات لئے اسے دیکھنے میں منہمک تھے۔ اور ایک قوم گریہ کن نوحہ و ماتم شور وشین میں مشغول تھی۔ کیلی اور سی چیانگ بھی ایک بلند جگہ کھڑے ہو گئے۔ اس وقت کیلی کی نظر سب سے پہلے ایک سجے ہوئے گھوڑے پر پڑی تو اس نے پوچھا۔

کیلی:۔''یہ کیا ایک گھوڑے کو یہ لوگ اس طرح کیوں سجائے ہوئے ہیں۔''

سی چیانگ:۔''اسے یہ لوگ اپنی زبان میں ذوالجناح کہتے ہیں۔ یہ اس گھوڑے کی شبیہہ ہے جس پر امام حسینؑ لڑنے کے لئے میدان میں گئے تھے۔''

کیلی:۔''اس پر تیر کیوں لگا رکھے ہیں؟''

سی چیانگ:۔''حسینؑ پر تیروں کی بارش ہوئی کچھ تیر گھوڑے کے بھی پڑ گئے تھے۔''

کیلی:۔''پیشانی کیوں رنگین ہے؟''

سی چیانگ:۔''جب حسینؑ شہید ہو گئے تو ان کی شہادت کی خبر گھوڑے نے یوں دی کہ اپنی پیشانی ان کے خون سے رنگ لی۔ اور خیمے تک دوڑتا ہوا پہنچا اور اس طرح قتل امام حسینؑ کی خبر ان کے خیمے تک پہنچی۔''

کیلی:۔''تو کیا حسینؑ کے ساتھ اور لوگ جو لڑ رہے تھے وہ یہ خبر نہیں لا سکتے تھے۔''

سی چیانگ:۔''اوہ! ایک بہت بڑی بات تو میں آپ کو بتانا بھول ہی گیا وہ یہ کہ کتابوں سے یہ بات اچھی طرح معلوم ہوجاتی ہے کہ حسینؑ کی فوج کا ہر آدمی اکیلے ہی لڑتا تھا آخر میں حسینؑ بھی اکیلے ہی لڑنے گئے تھے۔''

کیلی:۔ حیرت ہے۔'' ارے تو کیا یزیدی فوج کا بھی ایک ایک آدمی لڑنے آتا تھا؟ یہ تو عجب انداز ہے۔''

سی چیا نگ :۔ ''نہیں ادھر کے ایک سپاہی کے مقابلے میں ادھر کی پوری فوج رہتی تھی۔''

کیلی :۔ ''پھر تو ادھر کا سپاہی جاتے ہی قتل ہو جاتا رہا ہوگا؟''

سی چیا نگ :۔ ''نہیں ۔ یہی تو حیرت کی بات ہے کہ ادھر کا ہر سپاہی جو بھی میدان میں جاتا تھا سیکڑوں کو قتل کرتا تھا۔''

آپ غالباً یہ سمجھ رہے ہوں گے کہ حسینؑ کی فوج میں کوئی لاکھ دو لاکھ آدمی تھے لیکن یہ سن کر حیرت ہوگی کہ حسینی فوج کے کل بہتر سپاہی تھے، اس بات پر ہر مورخ کو اتفاق ہے۔ اور ان میں بھی تقریباً ایک درجن بچے تھے۔ یزیدی فوج کا پہلا حملہ تیروں کی بارش کی شکل میں ہوا۔ نتیجتاً حسینؑ کی فوج کے بیشتر آدمی بیک وقت شہید ہو گئے جو بچے وہ باری باری لڑے۔''

کیلی :۔ ''یہ تو کائنات کی عجیب اور عظیم جنگ ہوئی کہ مٹھی بھر انسان اس ٹڈی دل فوج کے مقابلے پر آمادہ ہو گئے۔''

سی چیا نگ :۔ ''اور یہ سن کر تو آپ کو اور تعجب ہوگا کہ حسینی فوج کا ہر فرد تین دنوں سے بھوکا پیاسا تھا پھر بھی اس کے ہر سپاہی نے یزیدی فوج کے چھکے چھڑا دیے۔ وہ دیکھئے (اشارہ کرتے ہوئے) سامنے جو لوگ کچھ لوگوں کو پانی پلا رہے ہیں یہ حسینی پیاس کی یادگار ہے۔''

ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ جلوس کچھ آگے بڑھا۔ اور اب جو چیز ان لوگوں کے سامنے رکی وہ ایک علم تھا جس کی طرف اشارہ کر کے کیلی نے دریافت کیا ''یہ نشان کیا ہے؟''

سی چیا نگ :۔ ''یہ حسینی فوج کے علمدار کا نشان ہے اس کا نام عباسؑ تھا وہ حسینؑ کا چھوٹا بھائی تھا، اور اس میں جو ایک مشک لگی ہے وہ، وہ مشک ہے جسے وہ لیکر گھاٹ تک گیا تھا۔ یہ جری حسینی فوج کا سب سے بڑا بہادر تھا جس کو ہر مورخ ایک عظیم شجاع بتلاتا ہے۔''

کیلی :۔ ''تو کیا یہ حسینؑ کی فوج تک پانی لے آیا تھا؟''

سی چیا نگ :۔ نہیں ۔ یہ اس گھاٹ تک تو پہنچ گیا تھا جس پر لاکھوں کا پہرہ تھا اور مشک بھی اس نے بھر لی تھی لیکن واپسی پر یزیدی فوج نے اسے گھیر لیا بالآخر سخت جنگ ہوئی۔ جری کا داہنا ہاتھ قلم ہو گیا اس نے بائیں ہاتھ سے مشک سنبھالی وہ ہاتھ بھی جب قلم ہو گیا تو اپنے دانتوں سے مشک سنبھالی لیکن تیر کے ذریعے مشک چھید دی گئی پانی بہہ گیا جری کا دل ٹوٹ گیا چونکہ اسے کافی زخم آچکے تھے اس لئے وہ گھوڑے سے گر پڑا اور کچھ دیر بعد اس نے دم توڑ دیا۔

کیلی :۔ ''وہ لوگ بہت ظالم تھے بڑے بزدل کہ اتنے سب مل کر ایک سے جنگ کرتے تھے۔''

پھر کیلی اس طرح ان تمام چیزوں کے بارے میں پوچھتا رہا اور سی چیا نگ اجمالی طور سے بیان کرتا رہا۔ آخر میں جب اس کے سامنے سے تابوت گذرا تو اس نے پوچھا۔ ''یہ کیا؟ کیا اس میں کوئی جنازہ ہے؟''

سی چیا نگ :۔ ''نہیں ۔ یہ جنازہ حسینؑ کی شبیہہ ہے۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم اپنے امامؑ کا جنازہ اٹھاتے ہیں اس لئے کہ کربلا میں ان کا جنازہ نہ اٹھ سکا۔ یہ اسی کی یادگار ہے۔''

کیلی :۔ ''کیا مطلب؟''

سی چیا نگ :۔ ''جب حسینؑ قتل کر دیئے گئے تو چونکہ اب ان کی فوج کا کوئی باقی نہ رہ گیا تھا ایک بیٹا تھا وہ بھی بیمار لیکن وہ بھی قید کر لیا گیا تھا اس لئے ان کا جنازہ نہ اٹھ سکا یہ اسی کی یادگار ہے۔''

کیلی :۔ ''وہ لوگ انتہائی سنگدل تھے اور مجھے تعجب ہوتا ہے کہ اس کے باوجود وہ لوگ مسلمان کہے جاتے ہیں۔ اپنے پیغمبرؐ کے نواسے کے ساتھ ایسا سلوک کرنے والا کبھی ایک انسان کہلانے کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ اسلام تو ایک امن پسند فرقہ ہے، ہم بھی اسے پسند کرتے ہیں لیکن اس میں اس طرح کے ممبر بھی ہوتے ہیں کوئی اچھی بات نہیں اسے تو دنیا کا ہر مذہب اپنے دائرہ سے خارج کرے گا۔''

چونکہ جلوس آگے بڑھ گیا تھا۔ اس لئے سی چیا نگ نے کیلی سے کہا اچھا اب تو میں آپ کو تقریباً ضروری چیزیں بتا ہی چکا ہوں اور اس سے زیادہ مجھے خود بھی نہیں معلوم اس لئے مجھے اب

اجازت دیجئے۔ پھر اگر موقع رہا تو ملوں گا۔

کیلی:۔ ''میں تو کل اپنے وطن واپس جارہا ہوں اس لئے یہ ملاقات آخری ہی سمجھو دوست! لیکن تم مجھے عمر بھر یاد رہو گے اس لئے کہ تم نے عجیب بات بتائی ہے اور ایسی بات بتائی ہے جسے دنیا کے ہر فرد کو جاننا چاہئے۔ مجھے تاریخ سے دلچسپی تو نہ تھی لیکن میں حسینؑ ایسے عظیم اور فخر انسانیت کی تاریخ ضرور پڑھوں گا۔''

پھر ایک دوسرے نے ایک دوسرے کا پتہ نوٹ کیا اور الوداعی جملوں کے بعد رخصت ہو گئے۔ دوسرے دن طیارے پر بیٹھا ہوا کیلی براؤن صرف اور صرف حسینؑ اور یزید کے بارے میں سوچ رہا تھا۔

اس واقعے کو تقریباً دس ماہ گذر گئے تھے کہ ایک دن صبح کی ڈاک سے سی چیانگ کو ایک غیر ملکی لفافہ ملا۔ سی چیانگ نے لفافہ کھولا تو انگریزی میں ایک مختصر سا خط ملا جو یوں تھا۔

نیویارک، ۲۶ نومبر ۱۹۶۲ء

پیارے دوست سی چیانگ!

''امید ہے کہ تم اچھے ہوگے۔ تم سے رخصت ہو کر میں دوسرے ہی دن اپنے وطن کے لئے روانہ ہو گیا تھا اس درمیان میں خط نہ بھیجنے کی معافی چاہتا ہوں۔ واپسی کے بعد سے اب تک میرا مشغلہ صرف اسلامی ہسٹری پڑھنا رہا اور آج میں یہ بات کہنے پر مجبور ہو گیا کہ۔

حسینؑ:۔ فخر انسانیت اور ایک عظیم الشان انسان ہونے کے ساتھ ساتھ مظلوم و شہید و زندہ جاوید ہیں۔''

یزید ننگِ انسانیت ظالم و جابر ہونے کے ساتھ ساتھ انسان دشمن اور خونخوار تھا۔ میں تمہاری اس رہنمائی کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

تمہارا کیلی براؤن

نیویارک۔ ۲۶ نومبر ۱۹۶۲ء

(سلسلۂ اشاعت امامیہ مشن، لکھنؤ نمبر ۵۰۴ محرم ۱۳۸۷ھ)

❀❀❀

(صفحہ ۳۴ کا بقیہ۔۔۔۔)

بزرگوں کا احترام، چھوٹوں کا لحاظ یہ سب باتیں قصہ پارینہ ہوگئی ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے ہر ایک کو ہر مناسب نامناسب حرکتوں کی پوری چھوٹ مل گئی ہے۔ ان حالات میں بھی امید کی ایک ہی کرن چمکتی نظر آتی ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر ہمارے مقررین واعظین اور علمائے کرام اس بے راہ روی اور ابتری کو قومی اور مذہبی زندگی کے حق میں مضر اور مہلک سمجھتے ہوں تو جرأت و بیباکی کے ساتھ قوم کے سامنے آئیں اور اس غلط ماحول کے خلاف جرأت مندانہ جہاد فرمائیں۔ ورنہ جو حالات آج اس حد تک بے قابو ہو گئے ہیں وہ آنے والے زمانہ میں حد درجہ مہلک اور تباہ کن ثابت ہونے کا پیش خیمہ ہیں اس لئے کہ وقت تیزی سے بدل رہا ہے اور زمانہ ہر لحظہ غیر متوقع طور پر ایک نئی کروٹ لے لیتا ہے جس کی دھمک سے مضبوط اور مستحکم خیالات بھی متزلزل ہو جاتے ہیں ایسی غیر یقینی صورت حال میں آنے والی نسلیں دنیا کے نت نئے فتنوں سے دو چار ہو کر اپنی راہ سے بہت دور جا پڑیں گی اور اس وقت ان کے احساس مذہبی اور شعور قومی پر بے حسی اور خود فراموشی کے برف کی اتنی دبیز تہ جم چکی ہوگی کہ پھر کسی دینی تعلیم اور اخلاقی تربیت کی گرمی اسے پگھلانے میں ناکام رہے گی۔ مگر اس کے لئے شرط یہ ہے کہ علماء و واعظین و مقررین پہلے اپنے افعال و اقوال کا جائزہ لیں اور اپنی اپنی شخصیت کو عوامی سطح سے بلند کر کے پیش کریں۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ انھیں اپنے عارضی ذاتی مفادات کو دیرپا قومی مفاد پر قربان کرنے کے لئے تیار ہونا پڑے گا تا کہ ان کا مثالی کردار افراد ملت کو ان کی جانب کھینچ سکے۔

(ماخوذ از ہفتہ وار سرفراز لکھنؤ فروری ۱۹۷۳ء محرم نمبر صفحہ ۷۹)

❀❀❀